اردو میں نعتیہ رباعی کی روایت

The Tradition of Naatia Rubai in Urdu

خالد حسین

پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر (اُردو)، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

ڈاکٹر محمد رمضان

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

Abstract:

Poetry, being the highest form of human speech, is considered to be the melody of life. In the art of poetry, in terms of subject and form, Rubai in general and Naatia Rubai in particular have been waiting for communication in every era. From Quli Qutb Shah to Wali Deccini, from Mir Taqi Mir to Ghalib and Momin, and from Anees and Dabir to Iqbal and Hali, the classical era has versified in the form of Naatia Rubai. But the standards of thought and art and the love and affection of the Prophet that the poets of the modern era have set, invite the reader to study. The Rubai, having a close link with 'tarana', 'do baiti' and 'chau misri' but different and unique in its style and metre, when adapted into the form of naat, is full of devotion and invites for research and criticism. This work is an effort to capture the extensive art of rubai, focusing on its origin, uniqueness, thought and art, especially the tradition, themes, and grandeur and beauty of Naatia Rubai.

Keywords:

Human speech, tradition and themes of Naatia Rubai, countenance and disposition of the Holy Prophet, critical aspects of Naatia Rubai, present scenario of Naatia Rubai, introduction and analysis

زبان یا لسانی شعور کی بازیافت شعورانسانی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ سماجی ارتقا کے سبھی مرحلوں پر نطق، عقل انسانی کی راہبری یا نمائندگی کرتا ہے۔ زمان و مکان پر انسان کی گرفت میں زبان کا کردار سب سے نمایاں ہے۔ ابلاغ کے اس واسطے نے جذبات واحساسات کے اظہار کے لیے منفرد صورتیں اختیار کیں۔ یہ صورتیں آواز واملاء کی شبیہ میں ڈھل کر زبان کی سب سے معتبر صورت اختیار کر گئیں۔ تہذیبِ انسانی کے ارتقائی مراحل طے کردہ انسانی شعور زبان کے حوالے سے بھی متعین و مرتب ہوتا نظر آتا ہے جہاں بولی سمجھی، پڑھی اور لکھی جانے والی زبان نے محض زبان سے ایک قدم آگے بڑھ کر ادب کے دائرے میں قدم رکھا۔ یہ موزونیت سُر اور سنگیت کے تال میل سے شعریت کا پیکر اختیار کرتی چلی گئی۔ فن شعر گوئی موضوع اور ہیئت ہر دو کے تناظر میں محض تفنن طبع سے ایک قدم آگے بڑھ کر الہامی و دنیاوی علوم سمیت فلسفہ حیات کی پیمبر بنتی چلی گئی۔ فن شعر دنیا کی پچاس ہزار زبانوں سے میل کھاتا اردو کے دامن میں بھی آرہا۔ زبان اردو نے شعر کے فن و فکر، موضوع اور ہیئت ہر دو تناظر میں خوب ترقی کی اور بین الاقوامی زباں کے مدمقابل معیاری ادب پیدا کیا۔ ہیئت کے تناظر میں اردو شاعری میں رباعی مشاقیِ فن کی علم بردار استادانہ احساس کی حامل صنف سخن ہے جسے ایرانیوں نے اپنے شعور و شعر سے فن کی شکل دی اور عربوں نے اس میں لازوال موضوعات پابند کیے۔ اردو ادب میں بھی رباعی نگاری کے حوالے سے ثروت مندی دیکھنے کو ملتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ نعتیہ رباعی کی فنی مشاقی میں محبت وعقیدت کے

جذبات شامل کر کے اسے شراب دوآتشہ بنا دیا ہے۔ رباعی فن رباعی اور نعتیہ رباعی کے تناظر میں خالد علیم ان الفاظ میں رقم طراز ہیں:

”رباعی عربی زبان کا لفظ ہے عربی میں ربع کسی چیز کے چوتھے حصے کو کہا جاتا ہے اور لفظ رباعی میں یائے نسبتی کے سبب اس کے معنی چار والے ہیں۔ اردو زبان میں بھی رباعی اپنی کشش اور اختصار کے باعث مقبول تو رہی لیکن اس زبان کے شعراء نے اس میں وہ وسعت اور ہمہ گیری پیدا نہ کی جو فارسی رباعی کا طرہ امتیاز ہے۔ نعت چوں کہ نقطہ آفرینی کا نام نہیں بل کہ وسعت فکر، جذب و کیف اور ذوق و شوق کی آئینہ دار صنف ہے اس لیے رباعی جیسی باریک صنف سخن اس کی خصوصیات کے ساتھ متحمل نہ ہو سکی۔ شعراء نے عقیدت کے تناظر میں نعتیہ رباعیات کہیں۔ جدید دور میں اس صنف کو خصوصی توجہ دی گئی۔“(۱)

اردو میں نعتیہ رباعیات کے ابتدائی حوالے اردو رباعی کی بنیادوں سے ہی ملتے ہیں۔ قطب شاہی دور میں پہلی اردو رباعی محمد قلی قطب شاہ سے منسوب ہے۔ اسی شخص اور شاعر کے قلم سے اردو کی پہلی رباعی جناب مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت کا اظہار بنی۔

تیرا شرف ادراک میں تین ٹاک آیا
جم تیرا سبق نعبد ایاک آیا
تیرا سو نشانِ مصحف پاک آیا
لولاک لما خلقت الافلاک آیا(۲)

اردو میں نعتیہ رباعی کی باقاعدہ صورت ولی دکنی کے کلام میں نظر آتی ہے۔ انہوں نے رباعی میں سیرت و صورت، رسول و شمائل مصطفےٰ کو خصوصیت کے ساتھ پابند کیا ہے۔ نمونہ کلام دیکھیے:

تجھ مکھ کا ہے یو پھول چمن کی زینت
تجھ شمع کا شعلہ ہے لگن کی زینت
فردوس میں نرگس نے اشارے سے کہا
یہ نور ہے عالم کے نین زینت“(۳)

مرزا محمد رفیع سودا کے کلیات میں بھی رباعیات ملتی ہیں جن میں ایک نعتیہ رباعی موجود ہے۔ نعتیہ عناصر ہی کی کچھ شکلیں یا صورتیں شاہ حاتم کی رباعیات کے تخصیصی مطالعے میں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔

قائم چاند پوری شعری روایت میں رباعی کے حوالے سے خصوصی اہمیت کے حامل شاعر ہیں۔ کلیات قائم جلد دوم میں ستاسی رباعیات موجود ہیں جن میں ایجاز و اختصار کے ساتھ روایتی اور غیر روایتی تمام تر موضوعات موجود ہیں۔ ان کی رباعیات میں نعتیہ دل کشی دیکھی جا سکتی ہے۔ نمونہ کلام دیکھیے:

یا ختم رسل گو کہ تو پیچھے آیا
آگے حق کے ترا سا کس کو پایا

پیدا ہے کہ ہے ہو جنس قسم اول
بزاز نے آخر کو جسے دکھلایا(۴)

اساتذہ متقدمین دکن میں مشہور شاعر داود اورنگ آبادی شہرت کے حامل ہیں۔ جن کے فرزند جمال اللہ عشق بھی رباعی نگاری خصوصا نعتیہ رباعی کے حوالے سے کلام رکھتے ہیں۔ ان کی نعتیہ رباعیات میں محبوبیت بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

اے ختم رسل سید عالی درجات
گنجیں ہیں دو عالم کے سب ہی تیرے ہات
اے مالک جز و کل خدا را تو کبھی
مت لکھیو میری کسی کے اوپر تو برات (۵)

اردو ادب میں دبستان عظیم آباد بھی اہمیت کا حامل ہے جس میں شیخ روشن دین بہ متخلص جوشش صاحب طرز شاعر ہیں جن کی رباعیات میں حمد و نعت اور تصوف خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

ہر چند محمد ہے مدینہ کا مقیم
بیٹھا ہوا تسخیر کرے ہفت اقلیم
اعجاز کروں اس کا بیاں کیا جوشش
جو ایک اشارے میں کرے مہ کو دو نیم (۶)

محمد باقر بہ تخلص آگاہ دکن میں پیدا ہوا کلاسیکی عہد کے شعراء میں نام ور نہ ہو سکا مگر تصنیف و تخلیق کے میدان میں مرد میدان ثابت ہوا۔ محمد باقر آگاہ کی نعتیہ رباعیات کے متعلق ڈاکٹر سیدہ جعفر لکھتی ہیں:

"انہوں نے پندرہ سال کی عمر میں شاعری شروع کی تھی۔ یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ پنتیس سال کے اندر انہوں نے دیوان مرتب کر لیا ہو گا۔ کیوں کہ شاعری عہد شباب کی پیداوار ہوتی ہے۔ رباعیات کے تناظر میں آگاہ کی اکثر رباعیات نعتیہ ہیں جن سے ان کی مذہبی معلومات اور جوش و خروش کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ نمونہ کلام دیکھیے:

اے ذات تیری محمد و احمد نام
اے وصف ترا حامد و محمود مقام
ہے ظاہر و باطن تیرا مشتق از حمد
ہر لحظہ تیری روح پہ صلوۃ و سلام "(۷)

اردو شاعری کا عہد زریں نعتیہ رباعی کے حوالے سے بھی یادگار ہے۔ میر تقی میر کے دیوانِ پنجم میں نعتیہ رباعی کی صورت ملتی ہے جس میں محبت و مودت کے پہلو موجود ہیں۔

راسخ عظیم آبادی کلاسیکل شاعری کی روایت میں اہمیت کے حامل شاعر ہیں دیوان راسخ میں پچپن رباعیات موجود ہیں جن میں حمد و نعت مناقب علی و آل علی مدحیہ رباعیات حسیات انسانی کے حوالے سے موجود رباعیات کے علاوہ مختلف شخصیات کے حوالے سے توصیفی رباعیات موجود ہیں نعت کے حوالے سے راسخ کی رباعیات نبی اکرم ﷺ کی شان

مبارک صفات و کمالات خصوصاً وسیلہ بخشش ہونے یا منبع شفاعت ہونے کو موضوع کیا گیا ہے۔ نمونہ کلام دیکھیے:

جس عاصی پہ تیری نظر رحمت ہو
کب روزِ قیامت کی اسے دہشت ہو
تو بر سرِ بخشش ہو تو پھر فاسق بھی
بے پرسشِ جرم داخلِ جنت ہو (۸)

عبوری عہد کے غلام ہمدانی مصحفی اپنی زود گوئی کی وجہ سے شہرت کے حامل ہیں ہی مگر زود گوئی کی اس خصوصیت نے انہیں تمام اصناف پر قلم فرسائی کرنے کی طاقت بخشی ہے۔ اردو میں نعتیہ رباعی کے حوالے سے مصحفی کی رباعیات بھی خصوصیت کی حامل ہیں۔ مصحفی کی رباعیات میں محبت رسول کے مختلف زاویوں کو خصوصیت کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔

نعتیہ رباعی کی روایت میں مصحفی کے بعد حضرت ناسخ بھی موجود ہیں جنہوں نے نہ صرف رباعی بل کہ نعتیہ رباعی کے حوالے سے بھی اپنی محبت کا اظہار کیا ہے اور عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔ مرزا اسد اللہ غالبؔ کے ہاں بھی نعتیہ رباعی دیکھی جا سکتی ہے۔ عمومیت کی حامل موضوعاتی رباعیوں کی وجہ سے ان شعراء کو محض روایت میں شامل کیا گیا ہے وگرنہ نعتیہ رباعی کے مکمل موضوعات کو مستحسن انداز میں مومنؔ نے ہی بیان کیا ہے۔ مومن اپنی قادرالکلامی جودت طبع محبت رسول اور مودت اہل بیت کی وجہ سے نعتیہ موضوعات خصوصاً نعتیہ رباعیات کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی رباعیات نے جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی سے محبت آپ کی صفات کا بیان اور سیرت کے پہلوؤں کو عمدگی سے شعر کا موضوع کیا گیا ہے۔

جنوبی ہند میں نعتیہ رباعی کے حوالے جراتؔ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ جرات کی رباعیات میں نعتیہ عناصر یا مضامین نعت بھی اہتمام کے ساتھ ملتے ہیں۔ مگر نعتیہ رباعی کے حوالے سے لکھنؤ کے گلی کوچوں میں جس شاعر نے بقائے دوام پایا وہ انیس ہیں۔ انیس نے نعت کے موضوعات کو نعتیہ جلال و جمال اور محاسن سمیت موضوع کیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ محبت رسول اور سیرت مصطفےٰ ﷺ کے پہلوؤں کو نعتیہ رباعیات میں پابند کیا ہے۔ ان کے ہاں نعتیہ رباعیات صرف شاعری نہیں بلکہ عقیدت سے ایک قدم آگے عبادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس حوالے سے ان کی نعت یا نعتیہ موضوعات میں موجود جو جذبات آفرینی ہے وہ کسی بھی اور شاعر کے ہاں موجود نہیں۔ انیس کی رباعیات کے حوالے سے نعتیہ رباعی کے نام ور شاعر اور نقاد خالد علیم ان الفاظ میں رقم طراز ہیں:

> "انیس نے مرثیے کے ساتھ ساتھ رباعی پر خصوصی توجہ دی اور باقاعدہ مجلسوں میں مرثیہ شروع کرنے سے پہلے شعرا ماحول کے مطابق حمد و نعت کی رباعیات پڑھا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ انیس کے ہاں موضوع نعت کے حوالے سے رباعیات کی خاصی تعداد ملتی ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیے:
>
> ساحل پہ ابھی تھا کہ ادھر جا اترا
> نے شرع چڑھی نہ کوئی پردہ اترا
> تھا کشتی احمد سے کنارہ جس کو
> دریا سے سلامت وہی بیڑہ اترا" (۹)

انیس کے عہد میں ہی مرزا سلامت علی دبیر جیسے صاحبِ طرز شاعر جنہوں نے ناصرف رباعی کی صنف کو باقاعدہ اختیار و مروج کیا بلکہ اس کو باقاعدہ صنف کی صورت عطا کی۔ رباعیات کا مجموعہ اور نعتیہ رباعیات کی صورت ایک رجحان ساز شاعر کے روپ میں اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ انیس سے موضوع و محاسن، زبان و بیان اور جدت ادا کے حوالے سے اگر کوئی شاعر آگے نکلتا ہے تو وہ دبیر ہیں۔ دبیر کی نعتیہ رباعیات کے حوالے سے خالد علیم یوں رقم طراز ہیں:

"نعت میں میر انیس سے زیادہ رباعیات اور فن میں ان سے زیادہ زوردار اور فصاحت میں بے نظیر رباعیات دبیر کی ہیں۔ جو ندرتِ مضامین، مضمون آفرینی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں پروئی ہوئی ہیں۔ ایک ایک مصرع سے مضمون آفرینی اور فکر کی تازگی جھلکتی ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

یسین کو سن کر جو قضا کرتے ہیں
حق الفت احمد کا ادا کرتے ہیں
یسین ہے نبی کا نام سو نزع کے وقت
اس نام پر جان اپنی فدا کرتے ہیں"(۱۰)

نعتیہ رباعی کی روایت میں قربان علی بیگ سالک، غلام مولا قلق، امیر مینائی اور ظفر علی خان کی رباعیات بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ موضوع نعت کے حوالے سے ایک ایک نعتیہ رباعی ان کے کلام میں بھی ملتی ہے۔ نعتیہ رباعی کے حوالے سے معتبر نام جو فن نعت گوئی کے حوالے سے سند کی حیثیت رکھتے ہیں محسن کاکوروی ہیں۔ جن کی نعت، نعتیہ غزل، نعتیہ قصائد، قصیدہ لامیہ تخلیق نعت کے حوالے سے فنی اور موضوعی خوبیوں کے طفیل اپنی مثال آپ ہیں۔ نعتیہ رباعی کے حوالے سے بھی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ جن کی نعتیہ رباعیات جذب و کیفیت، محبت و عقیدت سے ایک قدم آگے عبدیت کے مرتبے پر فائز نظر آتی ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

مختار مہم زیر وبالا تو ہے
محبوب جناب حق تعالیٰ تو ہے
گرداب بلا میں ڈوبتا محسن
اس کشتی کا پار کرنیوالا تو ہے(۱۱)

امت کا درد سینے میں لیے، مقصدیت کے میر کارواں بلند پایہ شاعر، نقاد حضرت مولانا الطاف حسین حالیؔ جو مسدس کی صورت امت کا نوحہ اور نعتیہ استغاثہ کی صورت نعتیہ ادب میں بلند پایا مقام رکھتے ہیں۔ نعتیہ رباعی کے حوالے سے بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی افتادِ طبع نے سادگی، بے ساختگی اور سیرت مطہرہ سے عملی پیروی کے حامل مضامین اٹھائے ہیں۔ ان کی رباعیات بھی انہی کمالات کی حامل ہیں۔ اسماعیل میرٹھی، حالیؔ اور اکبر الٰہ آبادی کی رباعیات بھی اگرچہ مقصدیت کے تناظر میں لکھی گئی ہیں۔ بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

حالی نے نعت کے موضوعات کو توحید کے ساتھ جوڑا ہے اور خصوصیت کے ساتھ فرائض پر زور دیا ہے۔ جس کے ساتھ ہی فروعی معاملات سے بیزاری ظاہر کی ہے۔ ان کے ہاں کلام کی شیرینی پر مقصدیت غالب ہے۔ اسی موضوع کی مناسبت سے ایک رائے نقل کرتے ہیں:

"حالی سینے میں قوم کا درد رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ کلام پر بھی مقصدیت غالب ہے۔انہوں نے رباعیات میں بھی اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی عملی نمونہ ہے جس میں حضور ﷺ نے لوگوں کو توحید سے روشناس کروایا۔ آپ کی بدولت لوگ توحید سے روشناس ہوئے اور حق کا بول بالا ہوا۔نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

زہاد کو تونے محو تمجید کیا
عشاق کو مستِ لذت دید کیا
طاقت میں نہ رہا حق کے ساجھی کوئی
توحید کو تونے آکے توحید کیا"(۱۲)

اردو نعت میں عشق و محبت کی واردات ہو یا عقیدت و منزل کی۔نعت اور موضوعاتِ نعت کو اگر کسی شخص اور شاعر نے اپنی ذات پر طاری کیا ہے اور خود کو منبع نعت یا وجود، نعت قرار دیا ہے تو وہ ہمارے امام، مفسر شارح احمد رضا خان ہیں۔جنہوں نے اپنی ذات کو جناب رسالت مآب ﷺ کی محبت میں وقف کیا اور سراپا نعت تسلیم کیے جاتے ہیں۔حضرت شاعرِ ہفت زبان تھے۔اردو، عربی، فارسی، انگریزی کا نہ صرف گہرا ادرک رکھتے تھے بلکہ درج بالا تمام زبانوں کا شعری ذوق بھی خصوصیت کے ساتھ رکھتے تھے۔ان کے ہاں نعت اور اصنافِ نعت تمام تر عقیدت اور رعنائی کے ساتھ ملتی ہیں۔جن میں خصوصیت کے ساتھ نعتیہ رباعی بھی شامل موضوع ہے۔اعلیٰ حضرت کی نعتیہ رباعیات عشق مصطفی، پیکر مصطفی، سیرت مصطفی، مناقبِ مصطفی، خصائص مصطفی، ہنر مصطفی، مصحف مصطفی، آئنہ مصطفی، جمال مصطفی ﷺ جیسے موضوعت اپنی تمام تر رعنائیوں اور توانائیوں کے ساتھ شاعری کی صورت میں ملتے ہیں۔ان کی نعتیہ خدمات کے تناظر میں اہل دل نے انہیں اعلی حضرت کا خطاب دیا ہے۔امام احمد رضا خان بریلوی کے آنحضرت ﷺ کے حوالے سے مولانا کوثر نیازی مرحوم کی ایک رائے نقل کرتے ہیں:

"اردو زبان میں جب بھی کبھی آنحضرت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے سرکار ختمی مرتبت کا وجود ذہن میں آجاتا ہے اور جب اعلیٰ حضرت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے سرکار کے گلام احمد رضا خاں بریلوی کا نام سامنے آجاتا ہے۔دیکھا جائے تو یہ مقام احمد رضا خاں کو ان کے ماننے والوں کی خوش عقیدگی کی وجہ سے نہین ملا بلکہ یہ ان کے فنافی الرسول ہونے اور وابستہ نعت یعنی ذکر و فکرِ رسول ﷺ کی وجہ سے ملا ہے جو ان کے کلام کی بارگاہ رسالت میں قبولیت کی سند ہے۔نمونہ کلام ملاحظہ ہو

ملکِ سخن کی شاہی تجھ کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں"(۱۳)

امجد حیدرآبادی کی اردو ادب میں وجہ شہرت ان کی رباعیات ہیں۔جو مذہب و اخلاق، روحانیت، فکر و فلسفہ اور جذبات نگاری کی عمدہ مثال ہے۔امجد حیدرآبادی نے عمر بھر رباعی کو ہی اوڑھنا بچھونا رکھا۔اول و آخر اسی فن میں ہی مشقِ سخن جاری رہی۔جس وجہ سے وہ رباعی کے حوالے سے نام ور رہے۔امجد کے نعتیہ موضوعات میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے تمام گوشوں کو موضوع کیا گیا ہے۔اسی طرح سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے بھی تمام پہلوؤں کو نظم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مزید یہ کہ نعتیہ رباعیات پر محبت کا جذبہ غالب نظر آتا ہے۔ہمیں ایک ایسے شاعر سے واسطہ ہے جس

نے اردو رباعی کو فارسی رباعی کے ہم پلہ ہونے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ان کی رباعیات کی برجستگی، زورآوری اور مضمون کی ندرت انہیں اس فن کی بلندیوں پر پہنچاتی ہے۔ موضوع کو استفہامیہ لہجے میں پہلے تین مصرعوں میں پابند کرتے ہیں۔ان کی رباعیات میں تشبیہ و استعارہ، زبان و بیان کی دیگر خوبیوں کے ساتھ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ جو سیرت، صورت، پیکر جمال، جلال اور فکر مصطفےٰ جیسے کلیدی موضوعات کو بیان کرتا ہے۔ امجد کے اسلوب میں نعتیہ جمال اور عقیدت کے پہلو بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

معبود کی شان عبد میں پاتا ہوں
تنزیہہ سے تشبیہ کی سمت آتا ہوں
کلمہ میں خدا کے بعد ہے نام نبی
کعبہ سے مدینے کی طرف جاتا ہوں(۱۴)

نعتیہ رباعی کے اگلے مرحلے میں ہمیں جدید اردو شاعری کے سالاروں یعنی اقبال، بیدم وارثی، بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، منور بدایونی، اقبال عظیم، مظہر الدین مظہر، احمد ندیم قاسمی، عبدالعزیز خالد، ادیب رائے پوری، حفیظ تائب، مظفر وارثی، ریاض حسین چودھری، خالد محمود خالد، صبا اکبر آبادی اور فراق جیسے اساتذہ فن سے واسطہ ہے۔اس دور سے پہلے مولانا گرامی، یزدانی، جالندھری، ست پال اختر رضوانی جیسے شعراء نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ مولانا گرامی کی نعتیہ مثنویاں بہ زبان فارسی حالی اور اقبال سے داد پاچکی ہیں۔ کرامت علی شہیدی نعتیہ رباعی کے حوالے سے ایک معتبر نام رکھتے ہیں۔ غلام مولا قلق، خیال شاہ محمد، دلدار علی مذاق بدایونی نے بھی رسول کریم ﷺ کی مدح سرائی کے حوالے سے رباعیاں کہیں ہیں۔انور فیروز پوری کی فکر سخن کا موضوع بھی نعت اور نعتیہ رباعی ہے۔ جن کی رباعیات تشکر نعمت اور تحدیث دل کی نمائندگی کرتی ہیں۔ درج بالا شعراء میں مشاق فن کے حوالے سے یزدانی، جالندھری اور صوفی افضل فقیر کی قادر الکلامی اور شیریں بیانی شاعرانہ کمالات کے ساتھ ساتھ فنی پختگی کی بھی حامل ہیں۔ عقیدت واحترام کے ساتھ ساتھ علمیت کے پہلو بھی نکلتے ہیں۔ ان کی نعتیہ رباعیاں محبت ومودت اور فکر و نظر کے جذبات کی نمائندہ ہیں۔ اسی عہد میں یزدانی، جالندھری نا صرف نعتیہ مثنوی "صبح سعادت" لکھ کر شہرت پاچکے تھے بلکہ نعتیہ موضوعات کو رباعی کا موضوع بھی کرچکے تھے۔

عہد حاضر میں نعتیہ رباعی کی حیثیت سے استادانہ حیثیت کے حامل رباعی گو شعراء میں حامد حسن قادری، قتیل حیدرآبادی، میر عثمان علی خان، شارق انبالوی، عیش فیروز پوری، صبا متھراوی، جمیل قادری، عبدالعزیز خالد، اعجاز رحمانی، وصی تیموری، فیاض حیدرآبادی، بشیر رزمی، قطب الدین تسلی، حافظ عبدالغفار، فراست رضوی، محمد علی ظہوری، حبیب الرحمن قاضی اور مرزا اختر شامل ہیں۔

نعتیہ رباعی کے حوالے سے ایک معتبر نام حافظ لدھیانوی کا ہے جن کی نعتیہ رباعیات کے موضوعات خصوصیت کے حامل ہیں جن میں حافظ لدھیانوی ثنائے خواجہ کی صورت سفر نعت میں خوب صورت اضافے کے حامل شاعر ہیں۔ جن کے فن پر نعت اور عقیدت نعت چھائی نظر آتی ہے۔ ان کا ایک ایک شعر محبت وعقیدت رسول میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے ان کی نعتیہ رباعیات کے حوالے کچھ اس طرح سے ملتے ہیں:

مقصودِ زمانہ ہے تیری ذات کریم
ہر اشک محبت میں ہے تیری تعظیم
قران کی تفہیم عطا کی تونے
ہے موجب بخشش تیری آقا تعلیم (۱۵)

حافظ لدھیانوی کے بعد نادم بلخی اردو رباعی خصوصا نعیتہ رباعی کے حوالے سے ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں ان کی نعتیہ رباعیات میں نبی مکرم ﷺ سے محبت وعقیدت کا والہانہ اظہار ملتا ہے۔

نادم بلخی کے بعد اردو رباعی خصوصا نعتیہ رباعی میں محبوب الٰہی عطاء ایک منفرد شاعر کی حیثیت رکھتے ہیں چرخ اطلس کے نام سے نعتیہ رباعیات کا مجموعہ منظر عام پر آچکا ہے۔ جس میں تقریباً سوا دو سو نعتیہ رباعیات عطا کی رسول پاک ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

نصیر الدین نصیر عہد حاضر میں اردو رباعی کے حوالے سے معتبر حیثیت کے حامل شاعر ہیں جن کے مزاج، طبیعت اور شخصیت پر نعت غالب دکھائی دیتی ہے۔ نعت کے فن اور فکر کو حضرت نے تاعمر سینے سے لگائے رکھا اور کثیر لسانی نعتیہ تجربات کیے۔ جن میں نعتیہ رباعی ایک صورت ہے۔ جن میں نعتیہ جذبات اور احساسات کو خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔ ان کی نعتیہ رباعیات کے مطالعے ہمیں ان کی علمیت اور شعریت کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ نمونہ کلام دیکھیے:

یا رب میرا ذوق خوش قرینہ ہو جائے
دریائے بلاغت کا سفینہ ہو جائے
وہ زورِ بیاں بخش کہ میرا ہر شعر
الفاظ و معنی کا مدینہ ہو جائے (۱۶)

نصیر الدین نصیر کے بعد نعتیہ رباعی کے تناظر میں راغب مراد آبادی کا نام اہمیت کا حامل ہے جو فن شاعری پہ کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ تاریخ گوئی کا خاص ملکہ تھا۔ دیگر تصانیف سے قطع نظر بہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے علاوہ مدح رسول کے عنوان سے غیر منقوط نعتیہ کلام جس میں خصوصا رباعیات شامل ہیں تخلیق کیا۔ جن کی مشاقی فن کے حوالے سے ڈاکٹر ابوالخیر کشفی یوں رقم طراز ہیں:

> "مدح سالار امم، سالار امم، رسول دہر، مرد اکرم و کامل، محرم اللہ الصمد، محمد واحمد ﷺ اس مدح کا ماحصل عمر وروح ہے کہ اس اس کا راغب ہے کام اس کا حصول آگہی سرّ علائے احمد ہے۔ یہ چھوٹی سی عبارت جو میں نے کوئی پانچ منٹ کے تامل اور غور وفکر کے بعد لکھی ہے حقیقی معانی میں غیر منقوطہ نہیں ہے کیوں کہ "ے" (ی) حرف منقوط ہے اگرچہ ارد تحریر میں "ی" کے باب میں نقطوں کا رواج عام نہیں رہا اگر اس مجموعے کے صاحبانِ علم قارئین میری طرح یہ کوشش کریں تو راغب صاحب کے کمال فن کے اعتراف اور پوری تفہیم کے لیے ایک دل چسپ مشق ہوگی "(۱۷)

ابوالخیر کشفی کے الفاظ میں نعتیہ رباعیات کی یہ غیر منقوط کاوشیں فن نہیں معجزہ ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہی کہ رباعی کہنا پھر رباعی میں نعت کہنا اس پر مزید یہ کہ غیر منقوط نعیتہ رباعی کہنا واقعتاً فن کی معراج ہے۔ نمونہ کلام دیکھیے:

اللہ صمد حامد و محمود رسول — سالار امم احمد موعود رسول

اور مدح رسول سر معدود عدد — اعدادِ عمر معدود رسول(۱۸)

اردو میں نعتیہ رباعی کے حوالے سے حافظ کرناٹکی بھی روایت میں شامل اہم شاعر ہیں۔ معروف ماہر تعلیم ادیب اور شاعر ہیں جنہیں یونی ورسٹی آف گلبرگہ نے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔ کرناٹک اردو اکیڈمی کے صدر رہے جن کی دیگر ادبی تخلیقات سے قطع نظر نعتیہ رباعی ہمارا موضوع ہے۔ ان کی رباعیات فنی اعتبار سے سادہ سلیس، رواں اور سہل ممتنع کی اعلیٰ مثال ہیں۔ جب کہ موضوعاتی حوالوں سے بھی محبت اور عقیدت کے جذبات سے لبریز ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

رکھی ہے زباں جس نے دہن میں میرے
دیتا ہے وہی سوز و سخن میں میرے
سب اس کی عطاؤں کا ہے یہ آئینہ
خوشبوئے محمد ہے جو فن میں میرے(۱۹)

رضاء اللہ حیدر بھی قافلہ نعت کے مسافر ہیں جنہوں نے اپنی نعت کو محبت کے جذبات سے سیر اب کیا ہے۔ عمر بھر تدریس و تعلیم میں مشغول رہے اور شعر و ادب کی آبیاری کرتے رہے۔ ان کے تخلیقی سفر میں نعت گوئی ان کی رہبر رہی اور رسالت مآب ﷺ کی بار گاہ میں لفظ و معنی کے نذرانے بھیجتے رہے۔ رباعیات کے حوالے سے بھی نیک بخت ہوئے کہ یہاں بھی نعت کا سلیقہ اور قرینہ غالب رہا۔ نعتیہ رباعیات غیر مطبوعہ ہیں مگر عمدگی کی مثال ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

درودوں اور سلاموں کی کثرت
تو پاؤ گے بہتوں کی بشارت
نبی کی الفت و چاہت خزانہ
جو سمجھوت تو یہی ہے اصل نعمت(۲۰)

عہد حاضر میں تخلیق نعت، تنقید نعت اور تحقیق نعت کے حوالوں سے جس شخصیت کا عکس ابھرتا ہے وہ ڈاکٹر ریاض مجید ہیں۔ جو اسم بہ مسمیٰ ریاض نعت کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ ان کا غیر مطبوعہ نعتیہ رباعیات کا مجموعہ اشاعت کے لیے تیار ہے۔ نمونہ کلام دیکھیے:

اے کلک بنام رب کر آغاز نعت
معراج سرشت ہے تگ و تاز نعت
جبریل کریں مدد تیری ہر اک گام
سدرہ پہ کرے سدا تو پرواز نعت(۲۱)

نعتیہ رباعی کے حوالے سے پروفیسر طاہر صدیقی کا نام بھی معتبر حیثیت کا حامل ہے۔ جنہوں نے اس طرز کو فن کی حیثیت دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے ہاں سلسلہ نعت کو رباعی کے پیر ہن میں نا صرف پابند کیا گیا ہے بلکہ اس فن پر اس قدر مشاق نظر آتے ہیں کہ رباعی کے چوبیس اوزان میں سے ہر ایک وزن پر نا صرف نعتیہ رباعی لکھی بلکہ "رباعیات نعت" میں ہر وزن کو مخاطب کر کے دو دو رباعیات رقم کی ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے ان کا مجموعہ فن رباعی پر

استادانہ اہمیت اور تنقید نعت پر دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ نمونہ کلام کے لئے آپ کو ہر وزن کی حامل رباعیات مل سکتی ہیں۔ رباعیات کے موضوعات بھی اسی فن مشاقی کے حامل ہیں۔ نمونہ کلام دیکھیے:

ہو رزق کھلا میرا کملی والے
سن حرف دعا میرا کملی والے
تیرا ہے گدا طاہر اول دن سے
کر دے تو بھلا میرا کملی والے(۲۲)

شہر فرید سے تعلق رکھنے والے جمشید کمبوہ عہد حاضر میں نعت کے حوالے سے روایت میں شامل عمدہ شاعر ہیں۔ جو بابا فرید کے علمی ورثے کی تبلیغ کو اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں۔ جمشید کمبوہ کی نعت سلیقے اور قرینے کے ساتھ عمدگی کی مثال ہے۔ زود گو شاعر ہیں۔ حال ہی میں رباعی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ دو پچاس سے زائد نعتیہ رباعیات کہہ چکے ہیں۔ ان کی رباعیات موضوعات کے حوالے سے دل کشی اور رعنائی، محبت اور مودت جب کہ اسلوبیاتی حوالے سے فارسیت زدہ ہے۔ کلام میں استادانہ انداز غالب ہے عروضی حوالوں سے پختگی کے حامل ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

گفتار ضیا بخش ہے کردار بلند
ہے دور میں ہیں آپ کے افکار بلند
جمشید رفعنا کا ہے اعجاز عُلی
ہیں کشور کونین میں سرکار بلند(۲۳)

ادبی تاریخ میں قاضی عبدالرحمن کا خاندان اپنے علمی، ادبی، فکری اور تہذیبی ورثے کی بنیاد پر یادگار ہے۔ اس علمی اور ادبی خانوادے نے اردو تحقیق و تنقید اور شعری ادب کی ہر دور میں آبیاری کی ہے۔ ”خوشبو میں نہاتے رنگ“ رباعیات کا مجموعہ ہے۔ جس کے سند ہونے کی گواہی افتخار عارف نے ان الفاظ میں دی ہے:

” خوشبو میں نہاتے رنگ“، عطاالرحمن قاضی کی رباعیات کا مجموعہ ہے جس میں جمالیاتی تنوع بھی ہے اور موضوعاتی رنگارنگی بھی۔ فنی اعتبار سے بھی یہ کتاب آپ کو مطالعے پر متوجہ کرتی ہے۔ اختصار و آہنگ کی دل کش و دل نواز فضا میں نمود کرنے والی یہ تصنیف کسی ادبی، معرکے سے کم نہیں۔ رباعی کے تمام کے تمام چوبیس اوزان میں عطاء الرحمن قاضی نے شعری، جمالیاتی روایت اور متنوع موضوعات کو سمونے کی کامیاب کوشش کی ہے“(۲۴)

نمونہ کلام دیکھیے:

انسانی کی عزت شہ لولاک سے ہے
میں کیا میری قیمت شہ لولاک سے ہے
جتنا بھی کروں فخر عطآ وہ کم ہے
خوش ہوں میری نسبت شہ لولاک سے ہے(۲۵)

عہد موجود میں اردو شاعری کے کینوس پر جن نعتیہ رباعی گو شعراء کا عکس ابھرتا ہے ان میں باقر شاہ جہان پوری، علیم صبا نویدی، حلیم صابر، ساغر جیدی، علقمہ شبلی، ڈاکٹر وحید اشرف، سید ریاض شاہ، ڈاکٹر منظر پھلوری،

ڈاکٹر نوید عاجز، شہر فرید سے تعلق رکھنے والے استاد شاعر شریف ساجد اور ڈاکٹر عمران ملک بنیادی اہمیت کے حامل شاعر ہیں۔ یوں اردو میں نعتیہ رباعی کے روایتی رجحانات کے ساتھ ساتھ نئے رجحانات کو بھی موضوع نعت کرنے کی شعوری کوشش کر رہے ہیں۔

اردو میں نعتیہ رباعی کی روایت رباعی نگاری کی بنیاد سے جڑی ہے۔ اول اول کے شعرانے محض عقیدت یا محبت سے اسے اختیار کیا۔ مگر انیس و دبیر کے عہد میں اسے ایک باقاعدہ صنف سخن کی حیثیت حاصل ہو گئی اردو رباعی نے حالی و اکبر کے عہد میں فنی و فکری حوالوں سے ارتقائی منازل طے کیں اور جدید دور کے شعرانے نعتیہ رباعی کو وہ فنی پختگی اور فکری رنگا رنگی عطا کی کہ فن نعت گوئی ایک کامل اور مشاق صنف نعت سے آشنا ہوا۔ اس میں روایت کے شعرانے پیکر، شمائل و خصائل مصطفی کے ساتھ ساتھ نعت کے ذیلی و ضمنی موضوعات کو پابند کیا اور نعت گوئی کو مدح و جذب سے ایک قدم آگے فکر و عمل کے میدان تک رسائی دی۔ یہ ادبی ورثہ محبت آمیز نعتیہ شاعری کے ضمن میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے فکر و عمل کا داعی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) خالد علیم، نعتیہ رباعیات ایک جائزہ، مشمولہ راجہ رشید محمود، نعت رنگ، (لاہور: جنوری ۱۹۹۲ء)، ۴۱، ۴۰۔

(۲) محمد قلی قطب شاہ، کلیات، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۵ء)، ۳۷۷۔

(۳) نور الحسن ہاشمی، کلیات ولی، (لکھنؤ: اترپردیش اکادمی، ۱۹۸۹ء)، ۳۱۹۔

(۴) قائم چاند پوری، کلیات قائم، مرتبہ: اقتدا حسن، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء)، ۳۔

(۵) ڈاکٹر سیدہ جعفر، دکنی رباعیاں، (حیدرآباد: آندھرا پردیش، ساہتیہ اکادمی، ۱۹۶۶ء)، ۲۱۰۔

(۶) شیخ روشن، دیوان جوشش، مرتبہ قاضی عبد الودود، (دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۱ء)، ۲۲۳۔

(۷) ڈاکٹر سیدہ جعفر، دکنی رباعیاں، ۲۱۱۔

(۸) راسخ عظیم آبادی، دیوان راسخ، مدونہ: شکیب ایاز، (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۶ء)، ۲۷۲۔

(۹) خالد علیم، نعتیہ رباعیات ایک جائزہ، مشمولہ ماہنامہ نعت، (لاہور: مشمولہ شمارہ نمبر ا، جنوری ۱۹۹۲ء)، ۴۹۔

(۱۰) ایضاً، ۵۱۔

(۱۱) محسن کاکوروی، کلیات نعت، (لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲ء)، ۱۹۰۔

(۱۲) الطاف حسین حالی، حیات و رباعی گو، برقی حوالہ، syllabus.www.urdu

(۱۳) مولانا کوثر نیازی، امام احمد رضا خان بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت، (کراچی: ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، جنوی ۱۹۹۱ء)، ۱۷۔

(۱۴) امجد حیدر آبادی، رباعیات امجد، (دہلی: ملک بک ڈپو، ۲۰۱۲ء)، ۱۸، ۱۷۔

(۱۵) حافظ لدھیانوی، نعتیہ رباعیات، (فیصل آباد: بیت الادب، ۱۹۹۲ء)، ۱۸ تا ۲۶۔

(۱۶) نصیر الدین نصیر، رنگ نظام: رباعیات، اقرار پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۱۹۹۶، ص ا

(۱۷) ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی، "ایک زندہ کرامت" مشمولہ مدح رسول راغب مراد آبادی، (کراچی: ایجوکیشنل پریس کراچی ۱۹۷۹ء)، ۲۱۔

(۱۸) راغب مراد آبادی، مدح رسول، ص ۱۲ تا ۱۵

(۱۹) حافظ کرناٹکی، کلیات رباعیات حافظ، (کرناٹک: جی این کے پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء)، ۵۸۔

(۲۰) رضااللہ حیدر، نعتیہ رباعیات، غیر مطبوعہ مملوکہ مصنف۔

(۲۱) ڈاکٹر ریاض مجید، نعتیہ رباعیات، غیر مطبوعہ ص ندارد۔

(۲۲) پروفیسر محمد طاہر صدیقی، رباعیات نعت، (فیصل آباد: نعت اکیڈمی، ۲۰۲۲ء)، ۱۷ تا ۱۹۔

(۲۳) محمد جمشید کمبوہ، نعتیہ رباعیات، غیر مطبوعہ مملوکہ مصنف۔

(۲۴) افتخار عارف، صنف رباعی اور خوش بو میں نہائے رنگ، مشمولہ خوشبو میں نہاتے رنگ، (عارف والا: نیلی بار پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء)، ۱۵ تا ۱۸۔

(۲۵) قاضی عطاءالرحمن، خوشبو میں نہاتے رنگ (رباعیات)، (عارف والا: نیلی بار پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء)، ۱۵ تا ۱۸۔

❖❖❖